

## مولانا گوہر رحمن (۱۹۳۶-۲۰۰۳ء) کی زندگی اور تفسیری وحدیثی منہج کاتحقیقی جائزہ

### (A CRITICAL ANALYSIS OF THE LIFE AND TAFSEERI WA HADITHI MNAHAJ OF MAULAN GOHAR RAHMAN 1936-2003 A.D)

Dr. Karim Dad<sup>1</sup>, Dr. Abzahir Khan<sup>2</sup>, Dr. Mohammad Naeem<sup>3</sup>, Adil Khan<sup>4</sup>, Mumtaz Khan  
Mohmand<sup>5</sup>

<sup>1</sup>Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan  
Karim\_dad@awkum.edu.pk

<sup>2</sup>Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan

<sup>3</sup>Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan

<sup>4</sup>Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan

<sup>5</sup>Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan

**Abstract.** Quran and Hadith are the fundamental resources of Islam. We have got both these sources from the Holy Prophet (P.B.U.H) through the learned scholars, who learn Quran and Sunnah and pass them to the coming generations. This process will continue till the doomsday. Every scholar/theologian has own style of transferring the knowledge. In this article analysis has been made the gallant life of Maulana Gohar Rahman and his teaching methodology of the Holy Quran and Hadith.

#### مولانا گوہر رحمن صاحب کے حالات زندگی

##### شجرہ نسب:

گوہر رحمن بن محمد شریف بن حضرت اللہ بن حبیب اللہ بن وصی اللہ بن اسماعیل بن صابرین بن مہدین بن قادریں بن عزیر اللہ بن عبدالکریم۔

##### پیدائش:

مولانا گوہر رحمن ۱۹۳۶ء کو محمد شریف اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش گاؤں چمراسی درہ سنگلی ضلع مانسہرہ ہے۔ آپ کے جد امجد مولانا عبدالکریم مشہور عالم دین تھے، جنہوں نے اخون بابا کے ساتھ مل کر سکھوں کے خلاف جہاد کیا تھا۔ آپ کے والد ایک بڑے عالم دین تھے، جو شیرگڑھ کے علاقہ کو بہائی ضلع مانسہرہ میں امامت اور دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا خاندان افغان قبیلہ اکوزرئی سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ دوبہائی اور چار بہنیں ہیں<sup>(۱)</sup>۔

##### تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی عصری تعلیم پرائمری سکول شیرگڑھ سے حاصل کی۔ جماعت دوم میں پڑھ رہے تھے کہ والد صاحب وفات پا گئے۔ آپ کی والدہ کی دلی خواہش تھی کہ آپ علم کے زیور سے آراستہ ہو کر عالم دین بن جائے، حالانکہ کئی افراد نے رائے دی کہ اسے کسی دنیوی کام میں لگا دیا جائے مگر آپ کی والدہ نے آپ کی تعلیم جاری رکھنے کا عزم کیا۔ آپ خداداد قابلیت کی بنیاد پر پر جماعت میں اول ہی رہے۔ پرائمری کے بعد آپ نے دنیوی تعلیم چھوڑ دی اور دینی تعلیم کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہو گئے اور گاؤں بیلپا تحصیل

اوگنی کے مشہور دینی درس گاہ میں داخل ہوئے۔ ابتدائی کتب وہاں سے پڑھیں۔ اس کے بعد حیدر بر مولیٰ ضلع اٹک میں اوسط درجے کی کتا بین مولانا عبدالحکیم مرحوم سے پڑھیں۔ بعد ازاں اعلیٰ درجات کی تعلیم کا خصوصی اکتساب سر دھیری کے مولانا عبدالمالک مرحوم عرف شیخ مولوی صاحب سے کیا اور یہی سے دورہ قرآن وحدیث بھی کیا۔ آپ کی قابلیت اور متمعد ہونے کی وجہ سے مولانا صاحب اپنے بچوں کو آپ سے پڑھواتے تھے یہاں قیام کے دوران بعض اوقات کئی دنوں تک فاقہ کرنا بھی پڑتا اور دیگر ضروریات کے لیے اسباق کے بعد مزدوری کیا کرتے تھے<sup>(2)</sup>۔

### درس وتدریس:

۱۹۵۱ء میں مستقل طور پر چمراسی نزد اوگنی سے نقل مکانی کر کے یار حسین ضلع صوابی آئے یہاں آباد ہونے کے بعد ۱۹۵۶ء تک تعلیم وتدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۵۷ء میں شیخ القرآن مولانا طابرنج پیر اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کی دعوت پر دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں اسلامی علوم وفنون کی تدریس کے لیے چلے گئے اور وہاں درجہ عالیہ کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ بعد ازاں مفتی سیاح الدین کے اصرار پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد چلے گئے۔ وہاں منطق، اصول فقہ اور فلسفہ کی کتابیں پڑھائیں۔ ایک سال کے بعد واپس اپنے گاؤں یار حسین ضلع صوابی آئے اور یہاں محلہ ڈاکی چم میں امامت و خطابت اور درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

### دورہ تفسیر القرآن اور مدرسہ تفہیم القرآن کا قیام:

جنوری ۱۹۶۳ء میں حاجی سرفراز خان مرحوم کی دعوت پر محلہ رستم خیل مردان میں مستقل طور پر سکونت اختیار کی اور تفہیم القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ ادارہ میں بلامعاوضہ تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف مساجد میں دروس قرآن کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ سال میں دو مرتبہ پورے قرآن کا درس مکمل کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز عصر کے بعد آٹھ مہینوں، میں جس میں آپ کے شاگردوں کے علاوہ عام شہری بھی شریک ہوتے تھے، جب کہ دوسری مرتبہ مدرسہ کی تعطیلات کے دوران ۱۵ شعبان سے ۲۵ یا ۲۷ رمضان تک دورہ تفسیر مکمل کراتے تھے، جس میں آپ کے شاگردوں کے علاوہ صوبہ بھر کے دوسرے مدارس کے طلبہ بھی شریک ہوتے تھے<sup>(3)</sup>۔

مفتی سیاح الدین کا کاخیل کے مشورے پر منصورہ لاہور میں ۱۵ شعبان ۱۹۷۸ء سے دورہ تفسیر القرآن کا آغاز کیا، جو ۱۹۸۷ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد مولانا صاحب دوبارہ مردان آئے اور یہاں دورہ تفسیر کا آغاز پھر سے کیا، جب کہ نماز عصر کے بعد جو درس دیا کرتے تھے وہ بعض سیاسی اور علمی مصروفیات کی وجہ سے معطل رہا۔ اسی طرح تفہیم القرآن کے بنات سیکشن کا بھی انعقاد کیا گیا، جس میں سینکڑوں طالبات دین کا علم حاصل کر رہی ہیں<sup>(4)</sup>۔

### سیاسی خدمات:

۱۹۵۳ء میں گوہر رحمن صاحب، سید ابوالاعلیٰ مودودی کے قائم کردہ تنظیم "جماعت اسلامی" سے وابستہ ہوئے اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے پوری لگن اور خلوص کے ساتھ مصروف عمل رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے قیدوبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور مردان سے ضلع بدر بھی کئے گئے لیکن اقامت دین کی جدوجہد سے پیچھے نہیں ہٹے۔

۱۹۶۲ء میں جماعت اسلامی کے رکن اور اسی سال مرکزی مجلس عاملہ و شوریٰ کے رکن بھی منتخب ہوئے اور آخر دم تک ان کے رکن رہے۔ ۱۹۶۴ء میں ضلع مردان اور ۱۹۷۵ء میں امیر صوبہ خیبر پختونخوا (اس وقت صوبہ سرحد کہلاتی تھی) منتخب ہوئے اور نو سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔ آپ نے جماعت اسلامی کے صف اول کے رہبر و رہنما کے طور پر علمی اور سیاسی خدمات سر انجام دیں۔ ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کی طرف سے ملاکنڈ ایجنسی، جب کہ ۱۹۸۵ء میں مردان سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اسمبلی میں آپ کی سیاسی بصیرت اور فہم و فراست سے آپ کی کارکردگی روز روشن کی طرح عیاں رہی۔ قومی اسمبلی میں آپ نے شریعت کی بالادستی کے لیے "شریعت بل" پیش کیا۔ وہی بل معمولی ترمیم کے ساتھ سینٹ میں مولانا سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف صاحب نے بھی پیش کیا جس کے نتیجے میں شریعت محاذ وجود میں آئی، آپ نے شریعت محاذ میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں<sup>(5)</sup>۔

بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کے ادوار میں دینی مدارس کو کنٹرول کرنے اور ان کی ڈگریاں غیر مؤثر (Inactive) بنانے کے لیے بیوروکریسی نے غیر ملکی اشاروں پر منصوبہ بندی کی تو دینی مدارس کو اپنا اتحاد قائم کرنے اور متحدہ جدوجہد کی فکر لاحق ہوئی، چنانچہ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے اجتماعات

کے زیر اہتمام "تحفظ مدارس دینیہ کنونشن" منعقد کیے اور حکومتی پالیسی کو رد کرنے کی تحریک چلائی گئی۔ مولانا گوہر رحمن صاحب نے ان کنونشنز کو اپنے عالمانہ، مجاہدانہ، متکلمانہ خطابات اور سیاسی بصیرت سے گرمایا اور مختلف وزراء سے اس موضوع پر بات چیت بھی کی۔

### امت مسلمہ کو درپیش مسائل میں دلچسپی:

امت مسلمہ کو درپیش مسائل کی علمی تحقیق، ان کی اشاعت اور ان کو ایک تحریک بنادینا، آپ کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ ملت کو کھوکھلا کر دینے والی خرابیوں پر اپنی نظر مرکوز رکھتے اور پھر انہیں اجاگر کرتے اور دوسرے علماء اور دینی جماعتوں اور جماعت اسلامی کو ان کی طرف متوجہ کرتے<sup>(6)</sup>۔

### قرآن و سنت کی بالادستی اور شریعت ایکٹ:

قرآن و سنت کو بالادست قانون بنانے کے لیے نفاذ شریعت ایکٹ کا "ایشو" آپ نے پیش کیا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں جب قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تو اسی وقت آپ نے شریعت بل مرتب کیا۔ اس کے بعد ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء میں آپ نے وہ بل ۲۰ دفعات کے ساتھ قومی اسمبلی کے سیکرٹریٹ کو ارسال کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:

1. ملک کا ہر ادارہ، ہر شخص بشمول صدر و وزیر اعظم اور عدلیہ شریعت کے پابند ہوں گے۔
2. شریعت کے خلاف دیئے گئے فیصلے کا عدم شمار ہوں گے اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی۔

3. مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرارداد منظور نہیں کر سکے گا جو شریعت کے قطعی احکام کے خلاف ہو۔
4. ذرائع ابلاغ خلاف شریعت پروگراموں اور فواحش و منکرات پر مشتمل مواد نشر نہیں کریں گے۔
5. حرام طریقوں اور خلاف شریعت کاروبار کے ذریعے دولت کمانے پر پابندی ہوگی اور حرام طریقوں سے جمع کردہ دولت اور جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔

6. شریعت نے شہریوں کو جو بنیادی حقوق دیئے ہیں ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔  
یہ بل سینٹ میں مولانا سمیع الحق اور مولانا عبداللطیف صاحب کے ذریعے ۱۰ نومبر ۱۹۷۵ء کو پیش کیا گیا اور ۱۲ دسمبر ۱۹۸۵ء کو زیر غور لایا گیا۔

بعد میں اس وقت کے صدر، جنرل ضیاء الحق صاحب جب پارلیمنٹ میں خطاب کے لیے آئے تو مولانا صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اس وقت تک ہم خطاب نہیں سنیں گے جب تک آپ شریعت کا اعلان نہ کریں۔

جنرل ضیاء الحق صاحب کو وعدہ کرنا پڑا اس پر مولانا صاحب خاموش ہو کر بیٹھ گئے مگر افسوس کہ اس وقت کے پارلیمنٹ نے اس بل کو منظور نہ کیا۔

مختلف اوقات میں نفاذ شریعت کی جو تحریکیں اور مہمات چلیں ان کو کامیاب بنانے اور ان میں ملک کے مقتدر علمائے کرام کا تعاون حاصل کرنے کے لیے مولانا صاحب نے وفود کی قیادت بھی کی<sup>(7)</sup>۔

### تصانیف:

مولانا گوہر رحمن صاحب ایک متقی عالم تھے قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بڑے مصنف بھی تھے۔ "اسلامی سیاست"، "حقیقت توحید و سنت"، "حرمت سود پر عدالتی احکامات"، "اجتہاد و تقلید اور امام ابوحنیفہ کے فقہی اصول"، "نفاذ شریعت اور اتحاد ملت"، "عورت کی دیت شرعی دلائل کی روشنی میں"، "عورت کی حکمرانی قرآن و سنت کی روشنی میں"، "تفہیم المسائل" اور "علوم القرآن" آپ کی اہم تصانیف ہیں۔ ذیل میں آپ کے چند تصانیف پر مختصر تبصرہ پیش کیا جاتا ہے۔

### حقیقت توحید و سنت:

اس میں مولانا صاحب نے اسلام کے مبادیات یعنی توحید اور عبادت کی حقیقت بیان کی ہے اور سنت کے مفہوم کی بھی تشریح کی ہے۔ یہ کتاب ۳۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں توحید و صفات باری تعالیٰ سے متعلق جدید و قدیم فلاسفہ کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے<sup>(8)</sup>۔

### اسلامی سیاست:

سیاست کی موضوع پر لکھی گئی یہ ایک اہم کتاب ہے پہلے حصے میں سیاست اور اس کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ تمام مباحث میں قرآن و سنت، خلفائے راشدین، اقوال صحابہ و تابعین اور ائمہ فقہ کے اقوال

سے استدلال کیا ہے یہ کتاب ۴۲۴ صفحات پر مشتمل ہے مکتبہ معارف اسلامی منصورہ لاہور سے پہلی دفعہ ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی (۹)۔

### علوم القرآن:

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد میں چھ ابواب ہیں جن کے عنوانات: تعارف قرآن، نزول قرآن، سات حرفوں میں نزول، تدوین قرآن، اعجاز قرآن اور نسخ فی القرآن پر مشتمل ہیں۔ جلد دوم ۴ ابواب پر مشتمل ہے، جو مضامین قرآن، تفسیر اور اصول تفسیر، متجددین کا منہج تفسیر، مدون تفاسیر اور تعارف مفسرین ہے۔ اس کتاب میں قرآن سے متعلق علوم کی تفصیل کے ساتھ ساتھ متجددین کے منہج تفسیر پر بھی رد کیا ہے (۱۰)۔

### تفہیم المسائل:

یہ فقہی مسائل پر مشتمل لاجواب کتاب ہے جو ۶ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں سینکڑوں فقہی مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں عمدہ طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ مسائل کی تشریح میں آپ کا انداز یہ ہے کہ قرآن و سنت سے استدلال کیا ہے اور تائید میں فقہاء و مفسرین کے اقوال پیش کیے ہیں (۱۱)۔

### حرمت سود:

یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور نے پہلی دفعہ شائع کیا۔ اس میں سود کی جامع تعریف اور اس کا مفہوم احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ غیر سودی بنکاری کو عملی صورت میں بیان کرنے اور حکومت کی جانب سے جاری کردہ قرضوں پر سود کے مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ گویا اس کتاب میں وفاقی شرعی عدالت کے سود سے متعلق اٹھائے گئے سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کو ادارہ معارف اسلامی لاہور نے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا (۱۲)۔

### اجتہاد اور اوصاف مجتہد:

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو فروری ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا تھا اس میں اجتہاد اور قیاس کے اصول بیان کیے گئے ہیں (۱۳)۔

### جواب التوحید:

یہ توحید کی حقیقت پر مبنی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں توحید کی تمام اقسام کی تحقیق کے ساتھ ساتھ شرک کے اقسام پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب شاہین برقی پریس پشاور سے ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب مارکیٹ میں اب دستیاب نہیں، مگر آپ کی دوسری کتاب حقیقت توحید و سنت کا حصہ بن گئی ہے (۱۴)۔ اس کے علاوہ آپ نے کئی کتابیں زیر قلم کی ہیں جن میں تبصرہ دربار جہانگیر، جہاد کشمیر، نفاذ شریعت اور علمائے دین کا فریضہ، علم دین کی اہمیت اور مسئلہ وسیلہ قابل ذکر ہیں۔ تصنیف و تالیف کا یہ کام مولانا گوہر رحمن صاحب نے اپنے جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان کے شیخ القرآن والحديث اور مہتمم کے فرائض انجام دیتے ہوئے کیا۔

### اولاد:

مولانا گوہر رحمن صاحب کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بیٹا بیٹا ڈاکٹر عطاء الرحمن قومی اسمبلی کے سابقہ ممبر اور جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان کے مہتمم جب کہ چھوٹا بیٹا عبدالرحمن اسی جامعہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

### وفات:

مولانا گوہر رحمن صاحب ۱۸ مارچ ۲۰۰۳ء بروز منگل بوقت دوپہر اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ ۱۹ مارچ کو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج مردان کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں افراد شریک ہوئے۔ کالج گراؤنڈ اپنی وسعت کے باوجود کم پڑ گیا اور جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو مشکل سے جگہ ملی۔

### مولانا گوہر رحمن صاحب کا تفسیری منہج:

مولانا گوہر رحمن صاحب ایک بڑے مفسر تھے۔ آپ مختلف جگہوں پر درس قرآن کے ساتھ ساتھ دورہ تفسیر بھی پڑھاتے رہے، جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے۔ قرآن کی تفسیر میں آپ کا اپنا ایک انداز تھا جو کئی امتیازی اوصاف رکھتا تھا مثلاً:

1. لفظی نکتہ چینی اور تدقیقات کی بجائے مولانا صاحب آیات قرآنیہ کے عملی مصداقات اور مفہوم کو اچھی طرح واضح کرتے جیسے:  
سورة الفاتحة کی تفسیر میں (مغضوب علیہم) کی تفسیر عام کفار اور (الضالین) کی تفسیر منافقین سے کرتے تھے، کیونکہ ان میں غضب اور ضلالت کی نشانیاں موجود تھیں۔
2. احکامات قرآنیہ کی پوری توضیح کر کے آخر میں اس کا خلاصہ بیان کرتے اور ان احکامات میں تمام مسلکوں اور علمائے متقدمین و متاخرین کے اقوال بیان کر کے ان میں راجح اور مرجوح کا تعین کرتے جیسے  
قرآن میں جو احکامات مذکور ہیں مثلاً قصاص، چوری، زنا، ارتداد وغیرہ کی سزائیں، حج و عمرہ اور نماز و روزہ کے احکامات وغیرہ کی پوری طرح تشریح کرتے۔ ائمہ مسالک کی رائے ذکر کرتے اور آخر میں ان سب کا خلاصہ چند الفاظ میں بیان کرتے تھے۔
3. آیات کریمہ کے شان نزول کو ایسے انداز میں بیان کرتے کہ حالت حاضر پر منطبق ہوتے اور مخاطب یوں محسوس کرتا کہ گویا یہ آیت ہمارے دور کے فلاں واقعے یا فلاں شخص کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے جیسے:  
سورة الانفال کی تفسیر میں آیت (إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصْنَعُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُفْثِنُهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُخْشَرُونَ<sup>(15)</sup>) کی تفسیر میں موجودہ دور کے کفار والی NGO's پر منطبق کرتے تھے، کہ وہ یہاں آکر پیسہ اس پر خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکے اور انہیں یا یہودی بنائے یا عیسائی یا قادیانی جیسا کہ ابوسفیان کے قافلے والی مال انہوں نے مومنوں کے خلاف جنگ احمدمیں صرف کیا تھا۔
4. زندگی کے انفرادی معاملات سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک بیان فرماتے جیسے؛  
(وَيَكْلَلُ مَا لَا تَعْلَمُونَ<sup>(16)</sup>) اس آیت کریمہ کے بارے میں بہت سے جدید اشیاء کا ذکر کرتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے فرمایا تھا کہ میں ان چیزوں کو پیدا کروں گا جو تم پہلے نہیں جانتے تھے اور بین الاقوامی معلومات بھی دیتے تھے۔
5. اکثر مسلکی مسائل میں اپنی اجتہادانہ رائے قائم کرتے اور تقلید مطلق سے گریز فرماتے جیسے:  
سورة الفاتحة کے بارے میں مذاہب کا اختلاف ہے کہ باجماعت نماز میں امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ آپ اس میں اعتدال کی راہ اختیار کرتے اور کہتے کہ جہری نمازوں میں نہیں جب کہ سری میں پڑھنا چاہئے، تاکہ قرآن و حدیث دونوں پر عمل ہو جائے اگر چہ آپ کا یہ قول علمائے احناف کے قول سے مخالف ہے۔
6. گروہ بندی، تعصب پرستی اور انانیت کے بتوں پر سخت ضرب لگاتے اور فرماتے کہ میرا مدرسہ نہ دیوبندیوں کا ہے نہ اہل حدیثوں کا، نہ اشاعت التوحید والسنۃ کا، نہ جماعت اسلامی کا اور نہ بریلوی حضرات کا، بلکہ یہ مدرسہ مسلمانوں کا ہے یہاں پر ہم کسی فرقے کے داعی علماء تیار نہیں کرتے بلکہ ہم ایسے علماء تیار کرنا چاہتے ہیں جو داعین الی اللہ اور ہر قسم کی گروہ بندی اور تعصب سے پاک ہوں۔
7. مولانا صاحب کی وسعت نظری کا یہ حال تھا کہ اپنے دروس قرآن میں ہر اس عالم اور ہر اس دینی جماعت کی سرگرمیوں کی تعریف فرماتے، لیکن اس شخص اور تنظیم کی سرگرمیوں پر سختی سے رد کرتے جو کتاب اللہ و سنت رسول کے خلاف ہوں۔
8. درس کے دوران ہر قسم کے جہاد خصوصاً قتال فی سبیل اللہ کے بڑے جذبے سے ترغیب دیتے۔
9. مولانا مرحوم کی ایک ممتاز صفت یہ تھی کہ کبھی بھی درس کے دوران فضول ہنسی مذاق کی باتیں نہ کرتے بلکہ ہر بات سنجیدگی اور فرض شناسی سے کرتے۔

10. آپ کے اعتدال کا یہ حال تھا کہ مدتوں کاکوئی متعصب طالب علم بھی آپ کے درس میں شامل ہوتا تو اتنا متاثر ہوتا کہ اپنے ماضی پر نادم ہو کر آئندہ کے لیے اعتدال پسندی اختیار کرنے کا مصمم ارادہ کرتا۔

11. آپ ایک محقق عالم تھے ہر بات دلیل کے ساتھ کرتے، ضعیف اور اسرائیلی روایات کو سختی سے رد کرتے اور دور حاضر کے فتنوں اور فتنہ پردازوں سے شاگردوں کو آگاہ کرتے جیسے آدم علیہ السلام کے واقعے میں جو بعض مفسرین نے ضعیف اور موضوع اقوال ذکر کیے ہیں ان پر سختی سے رد کرتے تھے، یابابیل اور قابیل کے واقعے سے متعلق من گھڑت روایات کی تردید کرتے تھے۔

### مولانا گوہر رحمن صاحب کا حدیثی منہج:

مولانا گوہر رحمن صاحب جامعہ تفہیم القرآن مردان کے بانی اور سربراہ تھے شرعی علوم کے لحاظ سے ایک بین الاقوامی شخصیت تھے آپ اعضاء کی پیوندکاری کی شرعی حیثیت کے حوالے سے انٹرنیشنل اسلامک فورم کے سربراہ بھی رہے۔ حدیث میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ استعداد عطا فرمائی تھی۔

آپ ہر سال ادارہ مذکورہ میں دورہ حدیث پڑھاتے تھے، جن سے کئی طلباء مستفید ہوتے تھے، جو اساتذہ حدیث کی صورت میں آج موجود ہیں۔ ذیل میں مولانا صاحب کے منہج حدیث پر تبصرہ پیش خدمت ہے۔

### 1. حدیث کی تخریج و تحقیق:

احادیث کی تخریج کاملہ آپ کو اپنے عمیق علمی مطالعہ کی وجہ سے بے پناہ حاصل تھا، چنانچہ اسی استعداد کی وجہ سے احادیث مرفوعہ اور موقوفہ کی مدمیں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ چنانچہ تفہیم المسائل ۵۵/۱ پر حدیث ہے:

(مراہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن) اس حدیث کی تخریج کے موقع پر کہتے ہیں یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے، یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ آپ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے، اور پھر اس پر حوالہ بھی دیا ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اسے عبداللہ بن مسعودؓ کا قول قرار دیا ہے<sup>(۱۹)</sup>۔ اسی طرح احادیث کی تحقیق میں بہت گہرائی تک جاتے اور ان پر حکم بھی لگاتے، مثلاً: تفہیم المسائل ۷۳/۱ پر حدیث (الدنیا مزرعۃ الآخرۃ) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

### 2. تطبیق بین الروایات:

ایک سے زیادہ احادیث کے درمیان جب ظاہری تعارض آجاتی تو مولانا صاحب ان میں نہایت عمدگی سے تطبیق کرتے تھے یہ یقیناً ایک مشکل کام ہے۔ آپ نے مختلف احادیث کے درمیان تطبیق فرمائی ہے جس کی ایک مثال درج ذیل ہے:

سیدنا ابوسعید خدریؓ<sup>(۲۰)</sup> سے روایت ہے کہ ایک سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذاکرین سب سے افضل ہیں، ابوسعیدؓ کہتے ہیں: میں نے پوچھا کہ اس شخص سے بھی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا ہو، تو فرمایا: اگر غازی اپنی تلوار کفار اور مشرکین پر چلاتا ہے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تو پھر بھی ذاکرین افضل ہیں۔

یہ حدیث ان احادیث سے معارض ہے جن سے مجاہدین کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

آپ ان میں اس طرح تطبیق کرتے کہ ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید، عظمت اور کبریائی کا شعور اور احساس اور اس کی رحمت اور غضب کو بروقت یاد رکھنا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے ذکر قلبی کے بغیر نہ جہاد مقبول و مؤثر ہے اور نہ کوئی دوسرا عمل مقبول ہے۔

### 3. رواۃ حدیث پر تبصرہ:

کسی حدیث کی صحت و ضعف کا دار و مدار اس حدیث کے راویوں کی حالت پر ہوتا ہے، چنانچہ رواۃ کے حالات کو جانچنے کے لیے کہ یہ راوی ثقہ ہے یا غیر ثقہ، آپ علم اسماء الرجال کے کتب کی طرف جاتے جب آپ کسی راوی پر جرح و تعدیل میں شروع ہو جاتے تو ایسا لگتا تھا کہ آپ اسماء الرجال کے علم کے استاد ہیں۔ فن حدیث میں ایسی مہارت مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔

### 4. احادیث الاحکام:

وہ احادیث جن سے فقہی مسائل ثابت ہوتے ہیں، آپ دلائل کے ساتھ ان کی وضاحت فرماتے اور ائمہ کے اقوال ذکر کر کے اپنے مذہب کے جوابات اور دلائل تفصیل سے بیان کرتے۔ فروعی مسائل میں آپ کسی خاص مسلک کی پیروی کو ضروری خیال نہیں کرتے۔ چنانچہ فاتحہ خلف الامام کے مسئلے پر دلائل کی روسے معتدل راہ اختیار کر کے کہتے تھے کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سکوت اور سری نمازوں میں قرأت کرنی چاہئے، اگرچہ آپ کا یہ قول احناف کے شاذ اقوال میں شمار ہوتا ہے۔

### 5. ابتدائی حدیث:

آپ جب حدیث پڑھنا شروع کرتے تو پہلے اس کتاب کے مصنف کے حالات پر بہترین انداز سے تبصرہ کرتے، پھر اس کے منہج حدیث اور اس کے لکھنے کے اصول بیان فرماتے تھے۔ مقدمہ کتاب بیان کرنے کے بعد مصنف پر اصلاحی تنقید کرتے تھے۔ کتب حدیث کی ابتدا پر اس کتاب کا خلاصہ اس انداز میں بیان کرتے کہ سامع کو اس کتاب کا سارا نقشہ سامنے آجاتا۔

### 6. صحابہ کرام کا تعارف:

پیغمبروں کے بعد صحابہ کرام افضل الخلائق ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہر قول، فعل اور تقریر کو محفوظ کر کے دوسرے لوگوں کو پہنچایا۔ اسی لیے مولانا صاحب صحابہ کرام کا تعارف اور مقام بھی ذکر کرتے مثلاً سنن ترمذی کی درس میں ایک حدیث کے ذیل میں آپ کہتے تھے کہ:

"صحابہ سارے کے سارے ثقہ ہیں مگر بعض ثقہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے۔ بعض سے زیادہ احادیث منقول ہیں جب کہ بعض سے کم۔ ابوہریرہؓ کے درس میں زیادہ لوگ ہوتے تھے، اس لیے ان سے زیادہ روایتیں منقول ہیں جب کہ عمرو بن العاصؓ کے درس میں نسبتاً کم لوگ ہوتے تھے۔ اس لیے آپ سے ابوہریرہؓ کے مقابلے میں کم روایات منقول ہیں، حالانکہ عمرو بن العاصؓ ابوہریرہؓ سے ثقہ میں بڑھ کر تھے۔"

## 7. فقہی مسائل کا بہترین حل:

جہاں کہیں احادیث میں فقہی مسائل (فروعی) کے درمیان معارضہ ہوتا تو آپ بہترین انداز میں انہیں حل کرتے اور معتدل راستہ اختیار کرتے تھے جیسے تراویح کے رکعات، قنوت اور رفع الیدین کے بارے میں کہتے کہ ان میں تضادات نہیں ہیں، بلکہ یہ سب جائز ہیں۔ (وکلُّ سنَّة رسول اللہ وَالْإِخْتِلَافُ فِي الْأُولَوِيَّةِ) "یعنی یہ سب نبی کریم ﷺ کی سنت ہیں، اختلاف اولویت (بہتر) میں ہے۔"

## نتائج:

قرآن وحدیث اسلام کے بنیادی ذرائع میں سے ہیں، جو علماء کرام ہی کے ذریعے ہمیں پہنچی ہیں۔

\* مولانا گوہر رحمان صاحب ایک جید عالم دین تھے، آپ کا خاندان افغانستان سے تعلق رکھتا تھا، آپ کی پیدائش ضلع مانسہرہ، درس وتدریس، اولاد اور تدفین ضلع مردان میں ہوئی۔

\* مولانا گوہر رحمان صاحب درس وتدریس کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی بہت آگے تھے۔

\* اسلام کو ملک کا سپریم لاء بنانے کے لیے آپ نے بہت زیادہ کوششیں کی ہیں۔

\* درس وتدریس اور سیاست کے ساتھ ساتھ آپ نے کئی مفید کتابیں بھی لکھی ہیں۔

\* مولانا صاحب ایک وسیع النظر عالم تھے، مسلکی اختلافات میں کسی ایک مسلک کی پیروی کو ضروری خیال نہیں کرتے۔

\* درس قرآن وحدیث میں آپ کا ایک انوکھا انداز تھا۔

## حواشی وحوالہ جات:

- (<sup>1</sup>) مولانا گوہر رحمان، تفہیم المسائل، مقدمہ ج ۱ ص ۱۰، مکتبہ تفہیم القرآن مردان، ۲۰۰۳ء
- (<sup>2</sup>) مولانا گوہر رحمان، علوم القرآن، ج ۱ ص ۹، مکتبہ تفہیم القرآن مردان، ۲۰۰۳ء
- (<sup>3</sup>) جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن کاتعارف اور مختصر تاریخ، ص ۱۰
- (<sup>4</sup>) جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن للنساء والبنات کاتعارف، ص ۲۶۔
- (<sup>5</sup>) پروفیسر خورشید احمد، شریعت بل کا اصل مقصد، ضرورت واعتراضات کا علمی جائزہ، ص ۱، ۲۔
- (<sup>6</sup>) سید اسعد گیلانی، پاکستان میں نفاذ شریعت کیوں، متحدہ شریعت محاذ لاہور، ۱۹۸۶ء



(7) مولانا گوہر رحمٰن، نفاذ شریعت اور اتحاد ملت، ص ۱۲۲ تا ۱۲۸۔ مکتوب بنام پروفیسر محمد ابراہیم، ۵ جنوری ۲۰۰۳ء

(8) مولانا گوہر رحمٰن، حقیقت توحید و سنت، مکتبہ معارف اسلامی لاہور، ۱۹۸۶ء

(9) مولانا گوہر رحمٰن، مکتبہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور، ۱۹۸۱ء

(10) مولانا گوہر رحمٰن، علوم القرآن، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، ۲۰۰۳ء

(11) مولانا گوہر رحمٰن، تفہیم المسائل، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، ۲۰۰۲ء

(12) مولانا گوہر رحمٰن، حرمت سود، مکتبہ معارف اسلامی منصورہ لاہور، ۱۹۹۳ء

(13) مولانا گوہر رحمٰن، اجتہاد اور اوصاف مجتہد، حراء پبلیکیشنز اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۰ء

(14) مولانا گوہر رحمٰن، جواہر التوحید، شاہین برقی پریس پشاور، ۱۹۵۹ء

(15) سورة الانفال ۸: ۳۶

(16) سورة النحل ۱۶: ۸

(17) ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب الہذلی، فقیہ صحابی ہیں۔ نبی کریم □

، سعد بن معاذ اور سیدنا عمرؓ سے علم حاصل کیا۔ ۳۲ھ / ۶۵۶ء کومدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۲: ۳۲۸۔ حلیۃ الاولیاء ۱: ۱۲۴۔ الأعلام ۴: ۱۳۷)

(18) ابو عبد اللہ احمد بن حنبل بن بلال بن اسد الشیبانی۔ ۱۶۴ھ / ۷۸۰ء کوبغداد میں پیدا ہوئے بڑے مجتہد تھے سفیان بن عیینہ، وکیع بن الجراح اور ابو داؤد الطیالسی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ فقہ میں آپ کامستقل مسلک ہے۔ مسند احمد کے نام سے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا۔ ۲۴۱ھ / ۸۵۵ء کوفوت ہوئے۔ (تہذیب الکمال ۱: ۴۳۷، ترجمہ (۹۶)۔ تقریب التہذیب ۳: ۴۴، ترجمہ (۹۶))

(19) مسند احمد بن حنبل ۱: ۷۹، دار الفکر، بیروت، لبنان۔ مسند ابن مسعود شرح السنۃ از امام بغوی ۱: ۲۱۴)

(20) ابو سعید، سعید بن مالک بن سنان بن عبید الخدری الانصاری، صحابی ہیں۔ نبی کریم □ اسید بن حضیر اور جابر بن عبد اللہ سے علم حاصل کیا۔ شاگردوں میں ابراہیم النخعی، اسماعیل بن ادريس اور افلح وغیرہ شامل ہیں۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ۲: ۲۷۹۔ صفۃ الصفوة ۱: ۳۴۸، ترجمہ (۱۰۵))

(21) ابو ہریرۃ عبد الرحمن بن صخر السدوسی الیمانی صحابی ہیں۔ نبی کریم □، ابی بن کعب اور کعب الاحبار سے علم حاصل کیا۔ کثیر الروایت صحابی ہیں۔ شاگردوں میں ابراہیم بن اسماعیل، ابراہیم بن عبد اللہ بن حنین اور اسود بن بلال المحاربی مشہور ہیں۔ ۵۷ھ / ۶۷۶ء کوفات پاگئے۔ (حلیۃ الاولیاء ۱: ۳۷۶۔ صفۃ الصفوة ۱: ۲۸۵۔ الأعلام ۳: ۳۰۸)

(22) ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی القرشی، صحابی ہیں۔ ۵ق ھ کو پیدا ہوئے نبی کریم □، عمر بن خطابؓ، عمرو بن العاصؓ اور معاذ بن جبلؓ سے علم حاصل کیا۔ شاگردوں میں انس بن مالک، ابراہیم بن محمد اور اسعد بن سہل بن حنیف وغیرہ شامل ہیں۔ ۶۷ھ کوفات پاگئے۔ (تاریخ کبیر ۵: ۵۔ حلیۃ الاولیاء ۱: ۲۷۳۔ صفۃ الصفوة ۱: ۲۷۰۔ الأعلام ۴: ۱۱۱)